فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۳۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): کیا تقدیر میں غور وخوض کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

(جواب): تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے، اس کے متعلق بحث ومباحثہ کرنا اور اس کی کھوج میں پڑ جانا درست نہیں۔ افہام وتفہیم کے لیے تقدیر میں بحث جائز ہے، مگر بے جا اور فضول بحث کی گنجائش نہیں، اس میں زیادہ غور وفکر ہلاکت کا باعث ہے۔

کئی احادیث میں تقدیر میں زیادہ غور وخوض سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ یہ اللہ کا راز ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے علم میں خاص کیا ہوا ہے اور بندوں سے چھپایا ہے، اس کو کریدنا اسلام کی شاہراہ سے انحراف کا سبب ہے۔

❀ علامہ آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ لَا يَحْسُنُ بِالْمُسْلِمِينَ التَّنْقِيرُ وَالْبَحْثُ عَنِ الْقَدَرِ؛ لِأَنَّ الْقَدَرَ سِرٌّ مِّنْ سِرِّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

’’مسلمانوں کے لئے تقدیر کے بارے میں بحث وکرید مناسب نہیں، کیوں کہ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔‘‘

(الشّريعة : 697/2)

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْقَدَرُ سِرُّ اللّٰهِ لَا يُدْرَكُ بِجِدَالٍ وَّلَا يَشْفِي مِنْهُ مَقَالٌ وَّالْحِجَاجُ

فِيهِ مَرْتَجَةٌ لَّا يُفْتَحُ شَيْءٌ مِّنْهَا إِلَّا بِكَسْرِ شَيْءٍ وَّغَلْقِهِ.

''تقدیر اللہ کا راز ہے، جو بحث وتمحیص سے حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے، نہ ہی کوئی بات اس کیلئے شافی حل ہو سکتی ہے۔ اس میں زیادہ غور کرنے والا اختلاط کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کا ذرا سا حصہ بھی کسی چیز کو توڑنے یا بند کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔''

(التّمهيد لما في المُوَطّأ من المعاني والأسانيد : 14/6)

❁ امام قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے تقدیر میں بحث کرنے والوں سے فرمایا:

كُفُّوا عَمَّا كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ.

''اس سے رک جائیں، جس (کو بتانے) سے اللہ رک گیا۔''

(طبقات ابن سعد : 188/5، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام طاوس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِجْتَنِبُو الْكَلَامَ فِي الْقَدَرِ فَإِنَّ الْمُتَكَلِّمِينَ فِيهِ يَقُولُونَ بِغَيْرِ عِلْمٍ.

''تقدیر کے بارے میں بات چیت سے بچیں! کیونکہ اس بارے میں بات کرنے والے لوگ بغیر علم بحث کرتے ہیں۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 20075، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ.

''تین کام چھوڑ دیجئے، محمد ﷺ کے صحابہ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور وفکر اور

تقدیر میں غور وخوض۔''

(فضائل الصحابة لأحمد بن حنّبل : 19، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ لَّا تَتَكَلَّمْ فِيهِنَّ : عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالنُّجُومُ، وَالْقَدَرُ .

''چار چیزوں میں بات نہ کیجیے، سیدنا علی وعثمان رضی اللہ عنہما، نجوم اور تقدیر۔''

(مَساوِي الأخلاق للخطرائطي : 748، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حبیب بن خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں عبداللہ بن طاوس رحمہ اللہ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: آپ کہاں سے ہیں؟ ہم نے کہا: بصرہ سے۔ فرمایا: شاید آپ قدری فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، عرض کیا: ہم تو امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، فرمایا: اللہ ایوب پر رحم کرے! وہ تو قدری نہیں تھے، میں نے عرض کیا: قدریوں کے بارے میں آپ کے والد (طاوس رحمہ اللہ) کا کیا خیال تھا؟ کہنے لگے: ان کا فرمان تھا:

هُوَ أَمرٌ مَّنْ تَكَلَّمَ فِيهِ سُئِلَ عَنهُ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّم فِيهِ لَمْ يَسْأَلْ عَنْهُ، مَا تُرِيدُونَ إِلَيْهِ؟ .

''یہ ایسی چیز ہے کہ جس نے اس بارے میں بات کی، اس سے حساب ہوگا، جس نے اس بارے میں بات نہ کی اس سے حساب نہ ہوگا۔ (اب) آپ کیا چاہتے ہیں؟''

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 3598، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): اللہ کی رحمت کو ماں باپ کی رحمت کے مشابہ ومماثل قرار دینا کیسا ہے؟

جواب: اللہ کی رحمت کو والدین کی رحمت کے مشابہ قرار دینا جائز نہیں، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت والدین کی رحمت کی بہ نسبت کئی درجے زیادہ ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَّتِسْعِينَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ.

''اللہ تعالیٰ نے جس دن رحمت کو پیدا کیا، تو اس کے سو درجے بنائے، ننانوے درجے اپنے پاس رکھے اور ایک درجہ ساری مخلوق میں بھیجا۔ پس اگر کافر اللہ تعالیٰ کی تمام رحمت کو جان لے، تو وہ جنت سے نا اُمید نہ ہو اور اگر مؤمن اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ مکمل عذاب کو جان لے، تو وہ جہنم سے بے خوف نہ ہو۔''

(صحيح البخاري : 6469، صحيح مسلم : 2752)

اللہ تعالیٰ کی رحمت دو طرح کی ہے؛ ایک رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، دوسری مخلوق ہے۔ مذکورہ حدیث میں جس رحمت کی بات کی گئی ہے، وہ مخلوق رحمت ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا جائز ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے، جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حقیقی اور با کمال ہیں، ان میں تاویل (نصوص اور صفات باری تعالیٰ کو ان کے حقیقی معنی ومدلول

سے پھیر دینا)، تحریف (نصوص کو ان کے حقیقی معنی سے پھیر دینا)، تکییف (تمثیل کے بغیر صفت کی کیفیت بیان کرنا)، تمثیل (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مثل قرار دینا)، تشبیہ (اللہ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مشابہ قرار دینا)، تعطیل (اللہ تعالیٰ کی صفت کا انکار کرنا) اور تفویض (صفات کے الفاظ کو تو ماننا، مگر معنی کا انکار کر دینا) جائز نہیں۔

ہر معطل ممثل ہوتا ہے، ہر ممثل معطل ہوتا ہے۔ ہر ممثل مکیف ہوتا ہے، ہر مکیف ممثل نہیں ہوتا، ممثل اور مکیف میں عموم وخصوص مطلق پایا جاتا ہے۔

اللہ کی ذات اور صفات ہر قسم کی تشبیہ وتمثیل سے پاک ہے۔ اس کی کسی صفت کو مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ قرار دینا جائز نہیں۔ وہ ہر صفت میں وحدہ لا شریک لہ ہے۔ اس کی صفات اس کے شایان شان ہیں اور مخلوق کی صفات مخلوق کے شایان شان ہیں۔ دونوں میں کوئی مماثلت یا مشابہت نہیں۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَصْلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فَيُثْبَتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيَنْفِي عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ طَرِيقَةَ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا إِثْبَاتُ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ تَكْيِيفٍ وَّلَا تَمْثِيلٍ، وَمِنْ غَيْرِ تَحْرِيفٍ وَّلَا تَعْطِيلٍ، وَكَذٰلِكَ يَنْفُونَ عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، مَعَ إِثْبَاتِ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ إِلْحَادٍ لَا فِي أَسْمَائِهٖ وَلَا فِي آيَاتِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَمَّ الَّذِينَ

يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ وَآيَاتِهِ، كَمَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف: ١٨٠) وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصّلت: ٤٠)، فَطَرِيقَتُهُمْ تَتَضَمَّنُ إِثْبَاتَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ مَعَ نَفْيِ مُمَاثَلَةِ الْمَخْلُوقَاتِ إِثْبَاتًا بِلَا تَشْبِيهٍ، وَتَنْزِيهًا بِلَا تَعْطِيلٍ، كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّورٰى: ١١) فَفِي قَوْلِهِ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ رَدٌّ لِّلتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ، وَقَوْلُهُ: ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ رَدٌّ لِلْإِلْحَادِ وَالتَّعْطِيلِ.

''اس بارے میں اصل بات یہ ہے کہ اللہ کو ان صفات سے متصف کیا جائے، جن سے اس نے خود کو یا اس کے رسولوں نے اسے نفی و اثبات کی صورت میں متصف کیا ہے، یعنی جو اس نے اپنے لیے ثابت کیا ہے، اسے ثابت کیا جائے اور جس کی نفی کی ہے، اس کی نفی کی جائے، یہ تو واضح بات ہے کہ اسلاف امت اور ائمہ کرام کا طریقہ یہی تھا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ نے ثابت کی ہیں ان کو بغیر تکییف و تمثیل اور بغیر تحریف و تعطیل ثابت کیا جائے، اسی طرح جن کو اپنے آپ سے نفی کی ہے، ان کی نفی کر دی جائے، نیز اس کے اسماء وصفات میں الحاد سے کام نہ لیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے،

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف: ١٨٠) **''اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں، ان کے ذریعے تم اسے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے اسماء میں الحاد ختیار کرتے ہیں، عنقریب ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا جائے گا۔'' نیز فرمایا:** ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصِّلت: ٤٠) **''جو لوگ ہماری آیات (صفات) میں الحاد سے کام لیتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں، کیا جو آگ میں ڈال دیا جائے گا، وہ بہتر ہے یا وہ، جو قیامت کے دن پُر امن آئے گا، جو چاہو عمل کرو۔'' چنانچہ سلف کا طریقہ یہ ہے کہ اسماء وصفات کا اثبات اس طرح کیا جائے کہ مخلوقات کی مشابہت لازم نہ آئے، نہ تعطیل ہو جائے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے، اس کی مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل کی نفی کر کے تشبیہ وتمثیل کا رد کیا ہے اور اپنی سماعت وبصارت ثابت کر کے الحاد وتعطیل کا رد کر دیا ہے۔''**

(مَجموع الفتاوٰی: 3/3)

سوال: نفع ونقصان کا مالک کون ہے؟

جواب: نفع اور نقصان کا حقیقی مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہے، مخلوق میں سے کسی کو نفع یا نقصان کا مالک یا مختار سمجھنا شرک ہے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کفر یا شرک معاف کر دیتا ہے؟

(جواب): موت سے پہلے پہلے اگر کفر یا شرک سے توبہ کر لی جائے، تو اللہ تعالیٰ یہ گناہ بھی معاف کر دیتا ہے، بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اگر شرک یا کفر پر موت ہو گئی، تو اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان کیا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا، نیز اس کے لیے جنت حرام ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيمًا﴾(النّساء : ٤٨)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا، معاف کر دے گا، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اس نے (اللہ پر) بہت بڑا بہتان باندھا۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾

(المائدة : ٧٢)

''یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، (بغیر توبہ کے مر جائے، تو) اس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مشرک جب اپنے شرک پر مر جائے، تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہو گا، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جیسے چاہے معاف کر دے گا، البتہ گناہگار مسلمان جو مشرک نہیں ہونگے، وہ اس کی مشیت کے تحت

ہوں گے، جسے چاہے گا، معاف کر دے گا اور جسے چاہے گا، عذاب دے گا۔''

(فتح القدير :549/1)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا ہر کام مبنی بر حکمت ہوتا ہے، مگر ان حکمتوں کا ادراک مخلوق نہیں کر سکتی، اگر چہ کبھی بعض حکمتوں کا علم بھی ہو جاتا ہے، لیکن اس میں بھی تمام حکمتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾ (الأنعام : ١٨)

''وہ حکمت والا اور خوب خبر رکھنے والا ہے۔''

سوال: کیا نبی کریم ﷺ جنس بشر سے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ جنس بشر سے تھے، نبی کریم ﷺ پر ایمان کی بنیادی شرائط میں سے ہے کہ آپ ﷺ کو بشر تسلیم کیا جائے۔ آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کفر ہے۔

❀ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (1231ھ) لکھتے ہیں:

يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الْإِيْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِفَةُ اسْمِهٖ إِذْ لَا تَتِمُّ الْمَعْرِفَةُ إِلَّا بِهٖ وَكَوْنِهٖ بَشَرًا مِّنَ الْعَرَبِ وَكَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اتِّفَاقًا لِّوُرُودِ ذٰلِكَ الْقَوَاطِعِ الْمُتَوَاتِرَةِ .

''متواتر اور قطعی نصوص کی بنا پر صحت ایمان کے لئے شرط ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کا علم ہو، کیونکہ نام کے بغیر معرفت ہوتی ہی نہیں۔ نیز یہ جاننا بھی شرط ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں، آپ کا تعلق عرب سے ہے اور آپ بالاتفاق

خاتم النبیین ہیں۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص 11)

سوال: کیا تمام انبیائے کرام علیہم السلام جنس بشریت سے تھے؟

جواب: پہلے نبی سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے۔ یہ رسولوں پر ایمان کی بنیادی شرط ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الأنبياء : ٧)

''(اے نبی!) آپ سے قبل جتنے انبیا ہم نے بھیجے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر تمہیں معلوم نہیں، تو اہل ذکر سے پوچھ لیں۔''

علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ الرُّسَلَ كَانُوا مِنَ الْبَشَرِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام رسول بشر تھے۔''

(تفسير القُرطبي :272/11)

سوال: نبی ہونے کے لیے اس پر وحی ہونا ضروری ہے؟

جواب: نبی پر وحی نازل ہوتی ہے۔

سوال: قرآن کریم کی بعض آیات کے بعض پر افضل ہونے کا کیا معنی ہے؟

جواب: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، اللہ کا سارا کلام افضل ہے، کوئی کلام مفضول نہیں۔ قرآن کریم کی بعض آیات اور سورتیں بعض دوسری آیات و سورتوں پر مقام و

مرتبہ میں فضیلت رکھتی ہیں۔متکلم کے اعتبار سے تو سارا قرآن برابر ہے، کیونکہ سب آیات اور سورتیں ایک ہی متکلم (اللہ تعالیٰ) کا کلام ہیں، مگر اپنے مدلولات اور موضوعات کے اعتبار سے فرق ہے، مثلاً سورت اخلاص اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات پر مشتمل ہے، یہ سورت لہب کی طرح نہیں ہوسکتی، کیونکہ وہاں ابولہب کا حال وانجام بیان ہوا ہے۔اسی طرح انداز بیان کی قوت وتاثیر کے اعتبار سے بھی آیات وسور میں تفاوت ہے۔بعض آیات چھوٹی ہوتی ہیں، لیکن ان میں ترغیب وترہیب کا گراں قدر سامان موجود ہوتا ہے۔

(سوال): قرآن کریم سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

(جواب): ایمانیات ستہ میں سے ایک رکن ''کتابوں پر ایمان'' ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سمیت جتنی کتابیں یا صحیفہ نازل کیے، سب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ کا کلام ہیں اور حق ہیں، ان کتابوں یا صحیفوں میں سے جن کا نام معلوم ہے، ان پر ناموں کے ساتھ ایمان لانا، مثلاً تورات، زبور، انجیل، صحائف ابراہیم، صحائف موسیٰ علیہ السلام وغیرہ اور جن کے نام معلوم نہیں، ان پر بغیر نام لیے ایمان لانا، مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی پر جو کلام نازل کیا، میں اس کے حق ہونے پر ایمان رکھتا ہوں، نیز یہ بھی اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد پہلی تمام کتابیں اور صحیفے منسوخ ہوچکے ہیں، ان پر عمل کرنا جائز نہیں، نیز ان میں تحریف ہوچکی ہے۔

(سوال): کیا قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے؟

(جواب): قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے، اس نے پہلی تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا، اس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی

آخری ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم بھی آخری ہے۔اس کے بعد کوئی آسمانی کتاب یا صحیفہ نازل نہیں ہوگا۔

قرآن کریم کے ہر ہر حرف کی تلاوت پر اجر ہے، اس کی تعظیم اور ادب واحترام واجب ہے،اس کے ایک حرف کا بھی انکار کفر ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى وُجُوبِ تَعْظِيمِ الْقُرْآنِ الْعَزِيزِ عَلَى الْإِطْلَاقِ وَتَنْزِيهِهٖ وَصِيَانَتِهٖ وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ جَحَدَ مِنْهُ حَرْفًا مِّمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَوْ زَادَ حَرْفًا لَّمْ يَقْرَأْ بِهٖ أَحَدٌ وَهُوَ عَالِمٌ بِذٰلِكَ فَهُوَ كَافِرٌ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مطلقاً قرآنِ عزیز کی تعظیم، تنزیہ اور حفاظت کرنا واجب ہے، نیز اجماع ہے کہ جو جان بوجھ کر قرآن کے ایک بھی حرف کہ جس پر اجماع ہو چکا ہے، کا انکار کرے یا اپنی طرف سے کوئی حرف زیادہ کرے کہ جس کی قرأت (اس سے پہلے) کسی (اہل علم) نے نہیں کی، تو وہ کافر ہے۔''

(التِّبيان في آداب حَمَلة القرآن، ص 164)

(سوال): کیا قرآن کریم کی کسی آیت میں تحریف ہوئی؟

(جواب): قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے۔اس کا ایک حرف بھی تبدیل نہیں ہوا، بلکہ اسی طرح محفوظ ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا۔اس کی ہر آیت متواتر ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾(الحجر : ٩)

''بلاشبہ ہم نے ہی ''ذکر'' کونازل کیااور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

ذکر کامعنیٰ نصیحت ہے، وہ قرآن اور حدیث ہے۔لہٰذا قرآن وحدیث اللہ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ، سُوَرُهُ وَآيَاتُهُ، فَمُتَوَاتِرٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مَحْفُوْظٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُبَدِّلَهُ، وَلَا يَزِيْدَ فِيْهِ آيَةً، وَلَا جُمْلَةً مُّسْتَقِلَّةً، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ عَمْدًا، لَانْسَلَخَ مِنَ الدِّيْنِ .

''قرآن عظیم کی سورتیں اور آیات متواتر ہیں، وللہ الحمد۔اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے،کوئی اس میں تبدیلی یا زیادتی نہیں کرسکتا، نہ کوئی جملہ بڑھا سکتا ہے، اگر کوئی ایسا جان بوجھ کر کرے گا،تو وہ دین سے نکل جائے گا(یعنی مرتد ہوجائے گا)۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 10/171)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الْقُرْآنُ وَوَقَعَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ حَرْفٌ وَّلَا يُنْقَصُ حَرْفٌ وَقَدْ رَامَ الرَّوَافِضُ وَالْمُلْحَدَةُ ذٰلِكَ فَمَا يُمْكِنُ لَهُمْ .

''یقیناً قرآن صحیح سلامت ہے،اس پر اجماع ہو چکا ہے،لہٰذا اس میں نہ ایک

حرف بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ کم کیا جا سکتا ہے۔ روافض (شیعہ) اور ملحدین نے تحریف قرآن کی کوشش کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔''

(إكمال المُعلِم: 119/1)

سوال: قرآن کریم کی سات قرائتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم کی ساتوں قرائتیں متواتر ہیں، قرائتوں سے مراد لہجے ہیں۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

''بلاشبہ قرآن کریم سات قرائتوں میں نازل کیا گیا ہے، جو آسان لگے، اس میں تلاوت کر لیں۔''

(صحيح البخاري: 4992، صحيح مسلم: 818)

سوال: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نبوت ختم ہو چکی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر رسالت یا نبوت کی وحی نازل نہ ہوگی۔

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

أَلَا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ انْطَلَقَ وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ.

''خبردار! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 41/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ مزید فرمایا:

إِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ .

''وحی منقطع ہو چکی ہے۔''(صحیح البخاري :2641)

❀ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ آپ روتی کیوں ہیں تو فرمایا اس لئے روتی ہوں کہ، آسمان سے سلسلہ وحی منقطع ہو چکا ہے۔

(صحیح مسلم : 2454)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) لکھتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّهٗ مُذْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَكَمُلَ الدِّينُ وَاسْتَقَرَّ وَأَنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَّزِيدَ شَيْئًا مِّنْ رَّأْيِهٖ بِغَيْرِ اسْتِدْلَالٍ مِّنْهُ وَلَا أَنْ يَّنْقُصَ مِنْهُ شَيْئًا، وَلَا أَنْ يُّبْدِلَ شَيْئًا مَّكَانَ شَيْءٍ وَّلَا أَنْ يُّحْدِثَ شَرِيعَةً وَّأَنَّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِك كَافِرٌ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہے، دین مکمل ہو چکا ہے، اس کے بعد اب کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی رائے سے دین میں کمی بیشی کرے، کسی حکم کو تبدیل کرے یا کوئی نئی شریعت کھڑی کردے، ایسا کرنے والا کافر ہے۔''

(مَراتِب الإجماع : 174)

مزید لکھتے ہیں:

إِذْ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ بِمَوْتِهٖ وَمَنْ أَجَازَ ذٰلِكَ، فَقَدْ أَجَازَ كَوْنَ

النُّبُوَّةِ بَعْدَهٗ وَمَنْ أَجَازَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَفَرَ وَحَلَّ دَمُهٗ وَمَالُهٗ .

''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، جو وحی کے امکان کو درست سمجھتا ہے، وہ نبوت کے امکان کو درست سمجھتا ہے اور جو نبوت کے امکان کو درست سمجھے، وہ کافر ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 79/4)

سوال: کیا نبوت کسبی چیز ہے؟

جواب: نبوت کسبی چیز نہیں کہ جسے انسان محنت یا نیکی تقویٰ کی بنا پر حاصل کر لے۔ بلکہ نبوت وہبی شے ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہوتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے، نبوت کے درجہ پر فائز کر دیتا ہے، مگر اب نبی کریم ﷺ کے بعد وہ منصب اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کرنا، کیونکہ نبوت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾(الأنعام : ١٢٤)

''اللہ بخوبی جانتا ہے کہ رسالت کسے سونپے؟''

❁ ابو حیان اندلسی رحمہ اللہ (745ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ ذَهَبَ إِلٰى أَنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ لَّا تَنْقَطِعُ، أَوْ إِلٰى أَنَّ الْوَلِيَّ أَفْضَلُ مِنَ النَّبِيِّ، فَهُوَ زِنْدِيقٌ يَّجِبُ قَتْلُهٗ، وَقَدِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ نَاسٌ، فَقَتَلَهُمُ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى ذٰلِكَ، وَكَانَ فِي عَصْرِنَا شَخْصٌ مِّنَ الْفُقَرَاءِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بِمَدِينَةِ مَالِقَةَ، فَقَتَلَهُ السُّلْطَانُ بْنُ

الْأَحْمَرِ، مَلِكُ الْأَنْدَلُسِ بِغَرْنَاطَةَ، وَصُلِبَ إِلٰى أَنْ تَنَاثَرَ لَحْمُهُ .

''جو یہ کہتے ہیں کہ نبوت کسبی ہے، منقطع نہیں ہوتی، یا سمجھتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، وہ زندیق ہیں، انہیں قتل کرنا واجب ہے۔ جب بھی کسی نے نبوت کا دعوی کیا، مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں مالقہ نامی شہر کے ایک فقیر نے نبوت کا دعوی کیا، تو اندلس کے بادشاہ سلطان بن احمر نے اسے غرناطہ میں قتل کروا دیا اور اسے پھانسی دے دی، یہاں تک کہ اس کا گوشت بکھر گیا۔'' (البحر المُحيط : 485/8)

(سوال): جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبی سے نبوت زائل ہو جاتی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ اعتقاد کفر ہے۔ نبوت ایسا اعزاز اور سعادت ہے، جو کبھی سلب نہیں ہوتی۔

(سوال): کیا نبی کو مرض لاحق ہو سکتا ہے؟

(جواب): نبی کو جنون کے علاوہ ہر مرض لاحق ہو سکتا ہے، یہ انسانی عوارض ہیں، ان میں انبیائے کرام کے لیے استثنیٰ نہیں۔ کئی انبیا مختلف امراض میں مبتلا رہے ہیں۔

❁ علامہ عبد الحق دہلوی صاحب (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''حدیث: ''نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا'' ملحدین کا ایک گروہ جادو کے اثرات اور نبی کریم ﷺ پر ان کے وقوع پذیر ہونے کو بعید خیال کرتا ہے۔ یہ لوگ وہم دیتے ہیں کہ جادو نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کی معصومیت کے خلاف ہے، نیز یہ آپ ﷺ کے معاملہ میں التباس اور شک کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ کی صداقت اور نبوت پر قطعی دلائل ہونے کے بعد یہ وہم بالکل باطل ہے۔ جادو ایک مرض اور عارضہ ہے، جس کا اثر نبی کریم ﷺ پر بھی ہو سکتا

ہے۔جس طرح کہ دیگر امراض، نبوت میں انکار اور قدح کا باعث نہیں بنتے۔ بالفرض اگر مرض کی وجہ سے آپ ﷺ کے کسی کام میں خلل واقع ہوا بھی ہے، تو اس سے یہ گمان لازم نہیں آتا کہ ان افعال میں بھی اثر انداز ہو جائے کہ جس سے شفایاب ہونے کے بعد بیماری کوئی نقصان نہیں دیتی۔

انبیا کرام علیہم السلام کے حق میں ممکن ہے کہ ان پر آفات، تغیرات، تکالیف اور بیماریوں سمیت وہ تمام عوارض انسانی لاحق ہو سکتے ہیں کہ جو دوسرے انسانوں کو لاحق ہوتے ہیں، کیونکہ انبیا کے اجسام اور ظاہری ہیئت انسانوں کی طرح ہوتی ہے، جبکہ ان کی روحیں اور باطن معصوم ہوتے ہیں، ملأ اعلیٰ سے جڑے ہوتے ہیں، کیونکہ انبیا نے ان سے علم اور وحی حاصل کرنا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی انبیا کو انسانی آفات سے بھی محفوظ کر لیتا ہے، یہ عصمت معجزاتی طور پر ہوتی ہے اور دیگر انسانوں پر ان کے شرف اور امتیاز کے اظہار کے لیے ہوتی ہے۔ اس کے پیچھے حکمتِ الٰہی کارفرما ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا یہودی عورت کے زہر (آلود کھانے) سے بچ جانا، ابن اعصم کے جادو سے بچ جانے سے کم نہیں ہے۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے جسم میں جادو کے اثر انداز ہونے میں حکمت ایک تو جادو کی حقیقت اور ثبوت کا اظہار کرنا تھی، دوسرا نبی کریم ﷺ کی نبوت کی سچائی بیان کرنا تھی کہ اس میں کوئی جادوگر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ رہی وہ روایت کہ جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو خیال گزرتا کہ آپ نے کوئی کام کیا، لیکن وہ آپ نے کیا نہ ہوتا تھا اور نہ کر رہے ہوتے تھے۔ تو ان خیالات میں آپ کی تبلیغ اور

رسالت داخل نہیں ہے کہ جو آپ کی سچائی میں قدح کا باعث ہو، کیونکہ آپ ﷺ کی عصمت پر دلیل قائم ہو چکی ہے۔ یہ خیالات صرف ان دنیاوی امور میں واقع ہوئے، جو آپ ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد نہیں تھے اور نہ ہی وہ آپ کے لیے کوئی فضیلت کا باعث تھے۔ یہ بھی بعید نہیں کہ آپ ﷺ کو بعض بے حقیقت امور کا خیال ہوتا، بعد میں وہ خیال دور ہو جاتا۔

اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے ہوتی ہے کہ جس میں ہے: ''یہاں تک کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ اپنی ازواج کے پاس آئے ہیں، جبکہ آئے نہ ہوتے تھے۔ ......'' کہا گیا ہے: اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ نے کوئی کام کیا ہے، جبکہ کیا نہ ہوتا، آپ صرف خیال کرتے، اس کی سچائی کا اعتقاد نہ کرتے تھے، یوں آپ ﷺ کے تمام اعتقادات درست ہی رہے اور آپ کے اقوال بالکل صحیح رہے، ائمہ نے اس مقام پر یہی ذکر کیا ہے۔''

(لَمعات التّنقیح: 9/442-444)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے پاس عطائی علم غیب تھا؟

جواب: علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں۔ انبیا علیہم السلام کو جن غیبی اُمور کی اطلاع دی گئی، وہ وحی سے تھی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ

إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾(الأعراف : ١٨٨)

''اے نبی! کہہ دیجیے، میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے، میں غیب جانتا ہوتا، تو بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا اور مجھے نقصان نہ پہنچتا، میں تو صرف اہل ایمان کو ڈرانے اور خوشخبریاں سنانے آیا ہوں۔''

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يُفَوِّضَ الْأُمُورَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُخْبِرَ عَنْ نَفْسِهٖ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَلَا اطِّلَاعَ لَهٗ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِمَا أَطْلَعَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ .

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنے تمام تر معاملات اللہ کے سپرد کر دیں اور خبر دیں کہ آپ غیب دان نہیں، نہ ہی کسی چیز پر مطلع ہیں، سوائے اس کے جس پر اللہ نے مطلع کر دیا ہے۔''(تفسير ابن كثير : 523/3)

اگر نبی کریم ﷺ کو عطائی غیب حاصل ہوتا، تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے یہ نہ کہلواتے:
''اگر میں غیب جانتا ہوتا، تو بہت سے بھلائیاں سمیٹ لیتا اور مجھے کچھ بھی نقصان نہ پہنچتا!''

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو عطائی غیب حاصل نہ تھا، بلکہ صرف انہی باتوں کا علم تھا، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آگاہ کر دیا تھا۔

❀ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے اس عقیدہ کا یوں اظہار کروایا ہے:

﴿وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾(الأنعام : ٥٠)

''میں غیب نہیں جانتا۔''